انجینئر ذکاءاللہ خاں

بیسویں صدی کا پہلا اردو اخبار

The newspaper industry stands out as an influential body contributing to the development of society by acting as one of the most potential platform for exchange of thought & opinion. In the subcontinent, this industry has passed various stages of evolution to reach the status that it enjoys today.

This short paper examines the trends & aim of the first Urdu newspaper of 20th century published in January 1901 under the editorship of its owner Molvi Inshaullah Khan. This newspaper "Wattan" became the nursary of muslim media immediately to raise the voice for rights of muslims and put itself in the continuous efforts to favour the Ottoman Empire.

It played vital role in shaping the growth and development of society in every walk of life and agitated the importance of social justice & welfare works. It achieved the progressive changes which catapulated the status of society to new level of evolution from time to time. The editor enjoyed the reputation through his honesty and distinguished pen-work.

ملتِ اسلامیہ نے اپنے دامن میں ایسے باضمیر کار پردازانِ صحافت و مدیرانِ جرائد کو پروان چڑھایا جنھیں مثالی حیثیت سے پیش کیا جاسکتا ہے، اور جو صحت مند ضمیر کے مالک تھے۔ اُن کی نیک نفسی اور اپنے پیشے سے مخلصی نئے آنے والوں کے لیے ایک نمونہ ہے۔

بیسویں صدی عیسوی میں اردو کا سب سے پہلا اخبار جو متحدہ ہندوستان میں شائع ہوا، اُس کا نام ''وطن'' تھا۔ اِس اخبار کے بانی، مالک اور ایڈیٹر مولوی انشاءاللہ خان نے اِسے ۴/ جنوری ۱۹۰۱ء میں لاہور سے جاری کیا۔ اوائل میں یہ ہفتہ وار تھا۔ ۱۹۰۷ء میں روزنامہ ہوگیا۔ اپنی اشاعت کے ساتھ ہی اخبار نے ملکی سیاسیات اور اسلامی معاملات میں بھرپور حصہ لینا شروع کیا اور بہت جلد مسلمانوں کا ایک موقر جریدہ بن گیا۔

مولوی صاحب اپریل ۱۸۷۰ء میں گوجرانوالہ میں میں پیدا ہوئے۔ والد کی وفات کے وقت اُن کی عمر پندرہ سال تھی۔ موروثی جائیداد کے انتظام میں مزید تعلیم تو جاری نہ رکھ سکے مگر مسلسل مطالعہ اور محنت سے آپ نے اپنی علمی قابلیت کے جوہر کو خوب نمایاں کیا۔ معالعہ، اخبار بینی اور مضمون نویسی کا شوق بچپن ہی سے اِس قدر رہا یہ مولوی صاحب نے اپنے شوق کو پیشے کے طور پر اختیار کیا اور ایک کامیاب صحافی ثابت ہوئے۔ ؎

مجھ کو بچپن ہی سے تھا شوقِ اسیری اِس قدر
کھیلتا رہتا تھا دروازے کی زنجیروں کے ساتھ

اپنے ذاتی اخبار کی اشاعت سے قبل آپ شیخ غلام محمد مرحوم کے ہفتہ وار اخبار ''وکیل'' کے ایڈیٹر رہے۔ یہ اخبار امرتسر سے شائع ہوتا تھا۔ مولوی صاحب پانچ برس تک ''وکیل'' کے ایڈیٹر رہے۔ ۱۸۹۹ء میں امرتسر سے لاہور چلے آئے اور ''وکیل'' کی ادارت چھوڑ دی۔

لاہور آتے ہی اُنھوں نے ارادہ کیا کہ اپنا ایک ذاتی اخبار شائع کرنا چاہیے کیوں کہ اُنھیں یقین تھا کہ ذاتی محنت اور علمی قابلیت سے نیا اخبار کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔ اپنے ارادے کو فوراً عملی جامہ پہنایا۔ یوں ''وطن'' اخبار کی اشاعت بیسویں صدی کے پہلے اردو اخبار کی ابتدا تھی۔

مولوی صاحب نے اپنے اخبار کو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور حکومتِ ترکی کی موافقت کے لیے وقف کر دیا اور آخر تک اپنے اِس موقف کو بڑی وفاداری کے ساتھ نبھایا۔

اخبار کی سالانہ قیمت ۴ روپے تھی جب کہ صفحات بالعموم بارہ ہوتے تھے۔ آہستہ آہستہ اشاعت اِس قدر بڑھ گئی کہ حکومت نے دفتر کے قریب اخبار کے نام پر ''وطن پوسٹ آفس'' کھول دیا جو درگاہ حضرت شاہ محمد غوث کے بالمقابل اسی نام سے جاری ہے۔ مولوی صاحب کو ترکی اور اُس کے سلطان عبدالحمید خاں سے اِتنی والہانہ محبت تھی کہ کتابیں اور اخبار چھاپنے کے لیے جو پریس قائم کیا اُس کا نام بھی سلطان کے نام سے ''مطبع حمیدیہ'' رکھا، جو بعد میں ترقی کر کے ''حمیدیہ سٹیم پریس'' کے نام سے مشہور ہوا۔

آپ نے کتابوں اور پریس سے اِتنا کما لیا کہ ۱۹۱۱ء میں درگاہ حضرت شاہ محمد غوث کے عین مقابل ایک عظیم الشان عمارت کی بنیاد ڈالی جسے بہت جلد تعمیر کیا گیا۔ وطن اخبار کا دفتر، حمیدیہ پریس، حمیدیہ بک ایجنسی، حمیدیہ ریڈنگ روم اور وطن پوسٹ آفس اِس نئی تعمیر شدہ عمارت میں منتقل کر دیے گئے۔

اُس زمانے میں بھی اخبارات کے مالکان نے اپنے اپنے اخبار سے پیسہ کمایا مگر مولوی انشاء اللہ خان کی یہ بیافت اُن کی پیشہ ورانہ اہلیت، اخبار کی علمی و ادبی حیثیت اور صحافتی دیانت داری کے باعث تھا۔ کسی فرد یا ادارے کو اُس کی کمزوری کے تحت اور اپنی اخباری دھونس برائے افشائے راز یا پھر کسی فرمائشی خوشنودی کے ذریعے پیسے بٹورنے کا رواج نہ تھا۔

مولوی صاحب نے اپنے اخباری مضامین کے ذریعے معاشرے میں سماجی اور فلاحی کاموں کی اہمیت کو اجاگر کیا اور اس حوالے سے اخبار بینوں کی فکر کو پروان چڑھایا۔

جب آپ نے مختلف عنوانات کے تحت چندے کی درخواست کی تو قارئین نے اُس مد میں بھاری رقوم جمع کیں۔ آپ نے اُس وقت اپنے اخبار کے ذریعے مسجد لنڈن فنڈ، مجروحینِ طرابلس فنڈ، مسلم وظائف فنڈ، حجاز ریلوے فنڈ اور فنڈ برائے سیلاب زدگان جاری کیے۔ ایک اندازے کے مطابق ۱۹۱۲ء تک اِن مختلف چندوں سے اخبار وطن کے ذریعے تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ جمع ہوا۔

یہ امر انتہائی قابلِ افسوس ہے کہ ہمارے مسلم معاشرے میں جب کوئی شخص یا ادارہ انسانیت کو درپیش مسائل کے حل کے لیے عملی اقدامات شروع کرتا ہے تو لوگ بے بنیاد الزامات اور نامعقول اعتراضات کی شکل میں رکاوٹیں کھڑی کر دیتے ہیں۔ اُن دنوں اخبار ''زمیندار'' نے بھی چندہ جمع کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ جب مختلف سماجی کاموں کے لیے پیسے جمع ہوئے تو اخبار وطن اور زمیندار نے آپس میں قلمی جنگ کا آغاز کر دیا۔ یہ جنگ خاصی شدت کے ساتھ عرصے تک جاری رہی۔ دونوں اخبارات کے مدیر حضرات قدآور شخصیات تھیں۔ ایک دوسرے پر غبن اور سود کھانے کے الزامات لگائے گئے اور دونوں طرف سے سبّ شتم میں کوئی کسر باقی نہ رکھی گئی۔ زمیندار کے پاس شاعری کا وصف بھی تھا اِس لیے نثر کے ساتھ ساتھ شاعری کا سہارا بھی لیا گیا۔ ایک مثال دیکھیے:

دیکھ اپنی آنکھ کا ظالم کبھی شہتیر بھی
میرے اِک تنکے سے کیوں دل میں تیرے آیا غبار
میرے ہر لیکچر سے بُو آئی بغاوت کی تجھے
دل میں جو ہوتا ہے، وہ ہوتا ہے آخر آشکار

جب یہ قلمی طوفان اپنی انتہا کو پہنچ گیا مولوی محرم علی چشتی ایڈیٹر ''رفیق ہند'' کے دل میں خدا نے نیکی ڈالی اور اُنھوں نے دونوں حضرات کو اپنے ہاں دسترخوان پر مدعو کیا۔ چشتی صاحب نے دونوں کو سامنے بٹھا کر اُن کی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا اور اپنے اثر ورسوخ کو بروئے کار لاتے ہوئے مولوی صاحب اور مولانا کو آپس میں ملا دیا۔ قلمی جنگ کا خاتمہ ہوا اور دونوں پیار سے باہم ''برادرِ بزرگ'' اور ''برادرِ عزیز'' بن گئے۔ یہ وہ لوگ تھے یہ آج قومی صحافت کا تذکرہ ان کے بغیر نامکمل ہے؛ بڑے اُجلے اور کھرے لوگ، جو صحافت کو پیشے کی بجائے عبادت سمجھتے تھے۔ اُن کی تحریروں نے برصغیر کی سیاسی، ادبی، قومی اور فکری تحریکوں کو بال و پر مہیا کیے۔

مولوی محمد دین فوق ایڈیٹر ماہنامہ ''کشمیری میگزین'' ایک دیانت دار اور متین مورخ گزرے ہیں۔ اُن کے معروف رسالے کا مقصد کشمیریوں میں اتفاق، یک جہتی اور ہمدردی قائم کرنا، صنعت وحرفت پر کشمیریوں کو مائل کرنا اور بزرگانِ قوم کے حالات شائع کرنا تھا۔ یہ ماہنامہ پنجہ فولاد پریس (نولکھا) لاہور میں چھپتا تھا۔ فوق اور انشاء اللہ خان ہم پیشہ ہونے کے علاوہ ایک ہی شہر کے رہنے والے تھے۔ فوق اپنی کتاب ''اخبار نویسوں کے حالات'' میں لکھتے ہیں:

> ''مولوی انشاء اللہ خان باوجود اپنی امارت اور اخباری کامیابی کے لباس سادہ رکھتے ہیں۔ اگرچہ آپ دوست احباب کی خاطر داری اور مہمان کی تواضع میں خلوص اور محبت سے کام لیتے ہیں مگر حساب کتاب اور روپیہ پیسہ کے معاملے میں، خواہ اُس کی مقدار تین آنہ ہی کیوں نہ ہو، اور خواہ یہ حساب شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی سے کیوں نہ ہو، آپ اپنے تجارتی اصول کو کبھی نظر انداز نہیں کرتے۔''

انشاء اللہ خان ایک کامیاب اخبار نویس ہونے کے علاوہ تصنیف وتالیف کے لحاظ سے بھی ایک خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ آپ کی پہلی کتاب ''سلطان عبدالحمید کا بست سالہ عہدِ حکومت'' ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔ آپ اُس وقت کے سیاسی حالات اور اسلامی معاملات سے خوب آگہی رکھتے تھے۔ آپ نے مسلمانانِ ہند کو ترکی اور اُس کے معاملات سے روشناس کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اُن کی یہی تحریریں وطن اخبار میں شائع ہوتی رہیں اور قارئین کے ذہنی فکر کو اسلامی زاویے میں استوار کرتی رہیں۔ یہی وہ ابتدا تھی کہ آج اخبارات میں ہم اپنی تاریخ اور روایات کے حوالے سے مضامین کا مسلسل مطالعہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔

آپ کی دوسری ضخیم اور مشہور کتاب ''تاریخِ خاندانِ عثمانیہ'' ہے جو دو جلدوں میں چھپی تھی۔ یہ ترکی کی سب سے پہلی مفصل تاریخ تھی جو اردو میں شائع ہوئی۔ آپ کا ایک بڑا علمی کارنامہ مقدمہ ابنِ خلدون کا اردو ترجمہ ہے جسے آپ نے تین جلدوں میں شائع کیا۔

وطن اخبار میں ترجمے کے حوالے سے خاصا کام ہوا۔ فارسی تصنیفات کا اردو میں ترجمہ شائع ہوتا رہا جو ملکی آزادی، سیاسی اور سماجی طور پر بڑا موثر ثابت ہوا۔ وطن اخبار میں نایاب کتب کا تذکرہ بھی کیا جاتا تھا جو اخبار کے ایڈیٹر کا ادبی وصف تھا۔

مولوی صاحب کی وفات (۱۹۲۸ء) کے بعد اُن کا اخبار زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکا اور بالآخر ۱۹۳۰ء میں اِس کی اشاعت بند ہوگئی۔

یوں بیسویں صدی کے پہلے اردو اخبار نے تیس سال کی قلیل مدت تک اپنا سفر جاری رکھا۔ ایک نام کمایا، بلکہ روشن نام۔

خوب ترقی کی اور اپنے مالک کو مالدار بنایا۔ ؎

جل گیا حاصل مگر محفوظ ہے حاصل کی یاد

ماخذ

۱۔ تاریخِ صحافت اردو (جلد چہارم)، مولانا امداد صابری، دہلی

۲۔ آل انڈیا پریس اینول، جے این گاندھی، پریس بیورو، لاہور

۳۔ اخبار نویسوں کے حالات، محمد الدین فوق، رفاہِ عام پریس لاہور (۱۹۱۲ء)

۴۔ اردو صحافت، ڈاکٹر عبدالسلام خورشید، نقوش لاہور نمبر ۱۹۶۲ء، لاہور